

اہل بیت علیہم السلام

<"xml encoding="UTF-8?>



اہل بیت علیہم السلام

اہل بیت خاندان پیغمبر اکرم حضرت محمدؐ کو کہا جاتا ہے جن کی طرف آیت تطہیر اور آیت مودت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اہل بیت میں امام علیؑ، فاطمہ زبراءؓ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو ائمہ معصومینؑ شامل ہیں۔

شیعہ عقیدے کے مطابق اہل بیٹ مقام عصمت کے مالک ہیں اور تمام اصحاب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ان کی محبت و مودت مسلمانوں پر واجب ہے اور اہل بیٹ مسلمانوں کی ولایت اور امامت کے عہدیدار ہیں؛ نیز مسلمانوں پر فرض ہے کہ دینی مسائل میں اہل بیٹ کو اپنا مرجع سمجھیں اور ان سے رجوع کریں۔

لغوی معنی

علمائی لغت کے مطابق [لفظ] "اہل" ایک انسان کے دوسرے انسان یا کسی چیز کے درمیان ایک قسم کے رابطے پر دلالت کرتا ہے؛ ایک مرد کی زوجہ اس کی اہل ہے جس طرح کہ اس کے قریب ترین افراد اس کے اہل ہیں، ایک پیغمبر کی امت کے تمام افراد اس کے اہل ہیں۔ ایک گھر یا شہر کے باشندے اس کے گھر اور اس شہر کے اہل [اہل خانہ یا اہلیان شہرا] ہیں۔ پر دین و مکتب کے پیروکار اس کے اہل ہیں۔ ایک فرد یا کئی افراد جو کسی خاص پیشے یا فن و ہنر سے منسلک ہیں اس کے دانش اور فن و ہنر کے اہل ہیں۔[1]

چنانچہ اہل بیت [یعنی اہل خانہ] کے معنی ایک گھر کے مکینوں کے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اہل بیت کے خاص معنی ہیں جو بیان کئے جائیں گے۔[2].

[لفظ] "آل" بھی در اصل "اہل" ہی تھا، حرف "باء" "بمزہ = ء" اور پھر "الف = ا" میں تبدیل ہوا ہے۔[3] لفظ "آل" کا استعمال "اہل" کی نسبت استعمال محدود ہے؛ کیونکہ آل کا اضافہ زمان و مکان اور فن و حرفت کی طرف نہیں ہوا ہے[4] اور اس کا تعلق انسان سے ہے اور انسانوں کے سلسلے میں بھی صرف ان انسانوں کے لئے مختص ہے جو کسی خاص - مثبت یا منفی - مرتبت کے حامل ہیں جیسے: آل ابراہیم، آل عمران، آل فرعون۔[5]

قرآن میں لفظ اہل بیت کا تذکرہ
لفظ اہل بیت قرآن میں تین مرتبہ استعمال ہوا ہے:

سورہ ہود کی آیت 73 جس کا تعلق ابراہیم اور ان کی زوجہ سے ہے: "قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔" (ترجمہ: فرشتوں نے کہا: کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ تم پر اے گھر والو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں؛ یقیناً اے اس گھر والو! یقیناً وہ قابل ستائش ہے، بزرگی والا۔) سورہ قصص کی آیت 12، جس کا تعلق خاندان موسیٰ سے ہے: "وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلِ فَقَالَتْ هَلْ أَدْلُكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ۔" (ترجمہ: اور ہم نے اس پر اناؤں کو پہلے سے حرام کر دیا تھا تو اس (موسیٰ نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کو ایک گھرانا بتاؤں جو اس کو تمہارے لئے پال دے اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں گے۔)

سورہ احزاب کی آیت نمبر 33 جو آیت تطہیر سے معروف ہے جس میں خداوند عالم پیغمبر اکرمؐ کے اہل خانہ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا۔" (ترجمہ: اللہ کا بس یہ ارادہ ہے کہ تم لوگوں سے بر گناہ کو دور رکھئے اے اس گھر کے ربیے والو! اللہ تمہیں پاک رکھئے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔)

روایات کی روشنی میں
احادیث نبوی میں

لفظ "اہل بیت" چار قسم کے معانی میں استعمال ہوا ہے جیسے: اعمّ (یا بہت عام)، عام، خاص اور اخص (یعنی زیادہ خاص)۔

اہل بیت بمعنی اعمّ استعمال
یہ لفظ ان لوگوں پر بھی لاگو ہوتا ہے جن کی آنحضرتؐ کے ساتھ کوئی نسبی اور خاندانی قرابت داری نہیں ہے؛ اور یہ وہ لوگ ہیں جو آنحضرتؐ کی پیروی میں ثابت قدم اور استوار ہیں؛ جیسا کہ رسول اللہ نے سلمان فارسی[6] اور ابوذر غفاری[7] کو اہل بیت میں شمار کیا ہے۔ بعض روایات میں بعض دیگر افراد کو بھی اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے؛ ابن حجر کی روایت کے مطابق اسامہ بن زید[8] اور طبری کے مطابق واٹلہ بن اسقع[9] کو بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔
اہل بیت بمعنی عام

اہل بیت کے عام معنی میں پیغمبرؐ کے تمام نسبی اقرباء شامل ہیں جن پر صدقہ واجبه زکوہ حرام قرار دیا گیا۔ [10] ابن حجر کی منقولہ روایت میں پیغمبرؐ کے چچا عباس اور ان کی اولاد کو بھی اہل بیت میں شمار کیا گیا ہے۔ [11]

اہل بیت بمعنی خاص

اہل بیٹ کے خاص معنی کا تعلق ازواج رسولؐ سے ہے؛ بے شک پیغمبرؐ کی زوجات - لغوی اور عرفی لحاظ سے - آپ کے اہل بیٹ میں شامل ہیں۔ یہاں "بیت" سے مراد بیت سکنی (یعنی مقام سکونت یا گھر) ہے جو بیت نسب یا نبوت کے معنی میں نہیں ہے۔

اہل بیت بمعنی اخص اہل بیت کے اس معنی میں خاندان رسولؐ کے وہ افراد شامل ہیں جو عصمت کی امتیازی خصوصیت کے حامل ہیں۔ آیت تطہیر اور آیت مبارکہ کا مصدق اصحاب کسائے (علی، فاطمہ، حسن اور حسین) ہیں۔ است [12] حدیث ثقلین، حدیث سفینہ اور - تمام زمانوں میں اہل بیٹ کی موجودگی اور کردار پر تاکید کرنے والی - دوسری حدیثوں کے مطابق اصحاب کسائے کے علاوہ امام حسینؑ کی نسل سے دوسرے ائمہ معصومینؑ بھی اہل بیٹ بمعنی الاخص میں شامل ہیں۔

ائمه موصومین کی احادیث

ائمه موصومین کی حدیثوں میں لفظ "اہل بیت" تین معنوں میں استعمال ہوا ہے:

اہل بیت بمعنی عام

اہل بیت کے عام معنی میں تمام سچے مؤمنین شامل ہیں جیسا کہ امام صادقؑ نے فرمایا ہے: "من اتقى منكم وأصلح فهو من أهل البيت". (ترجمہ: جو بھی صالح اور پریزگار ہو وہ ہم اہل بیت میں سے ہے). [13] امامؑ نے اپنے اس قول کے اثبات کے لئے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استناد و استشهاد کیا ہے:

"وَمَن يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ". (ترجمہ: تم میں سے جو ان سے دوستی [اور محبت] کرے وہ ان ہی میں سے ہے)۔ [14]

"فَمَن شَيْعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي". (ترجمہ: پس جو بھی میری پیروی کرے بے شک وہ مجھ سے ہے)۔ [15]

اہل بیت بمعنی خاص

اہل بیت کے اس معنی میں پیغمبرؐ کے اعزاء و اقارب شامل ہیں؛ جیسا کہ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا: "وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَ إِذَا أَحْمَرَ الْبَأْسُ وَأَحْجَمَ النَّاسُ قَدَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَوَقَى بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَرَّ السُّلُوفِ وَالْأَسْنَةِ فَقُتِلَ عَبْيَدَةُ بْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ وَقُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ أَحْدٍ وَقُتِلَ جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةً". (ترجمہ: جب بھی دشمنوں کے ساتھ جنگ میں شدت آتی اور "دوسرے" پسپا ہونے لگتے تو آپؐ اپنے اہل بیت (اہل خاندان) کو آگے بڑھا دیتے تھے اور انھیں اپنے اصحاب پر پڑنے والی تلواروں اور نیزون کے سامنے ڈھال قرار دیتے تھے؛ چنانچہ عبیدہ بن حارث بدر میں شہید ہوئے، حمزہ بن عبدالمطلب احمد میں اور جعفر طیار جنگ موتھ میں شہید ہوئے)۔ [16].

اہل بیت بمعنی آخر

اس معنی میں پیغمبرؐ کے وہ اعزاء و اقارب خاص شامل ہیں جو خاص مقام و منزلت اور (عصمت سمت) ممتاز خصوصیات کے حامل ہیں اور ان کا کلام اور ان کی سیرت معيارِ حق اور رابنمائی حقیقت ہے؛ جیسا کہ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا: "أَنْظُرُوا أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزُّمُوا سَمْتَهُمْ، وَاتَّبِعُوا أَثَرَهُمْ، فَلَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ هُدَى، وَلَنْ يُعِيدُوكُمْ فِي رَدَى، فَإِنْ لَبَدُوا فَالْبُدُوا، وَإِنْ نَهَضُوا فَانْهَضُوا، وَلَا تَتَأَخَّرُوا عَنْهُمْ فَتَنْهَلُكُوا"۔

ترجمہ: اپنے نبیؐ کے خاندان کی طرف دیکھو اور اسی سمت چلو جس سمت وہ جا رہے ہیں اور ان کے نقش پا پر قدم رکھو کیونکہ وہ کبھی بھی تمہیں راہ حق سے منحرف نہیں کرتے اور تمہیں بلاکت میں نہیں ڈالتے۔ اگر وہ بیٹھیں تو بیٹھ جاؤ اور اگر اٹھ کھڑے ہوں تو اٹھو؛ ان سے سبقت نہ لو ورنہ گمراہ ہو جاؤگے اور ان سے پیچھے نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤگے)۔ [17]. امام مجتبی علیہ السلام نے عراقي عوام سے مخاطب ہو کر فرمایا: إنا أهل البيت الذين قال الله فينا: "إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ التَّبِيتِ وَيُطَهِّرُكُمْ تَطْهِيرًا"۔ [18] (ترجمہ: ہم اہل بیت وہ خاندان ہیں کہ خداوند متعال نے بماری شان میں ارشاد فرمایا: "الله کا بس یہ ارادہ ہے کہ تم لوگوں سے بر گناہ کو دور رکھے اے اس گھر والو! اللہ تمہیں پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے)۔ [19] روایات و احادیث اس بارے میں زیادہ ہیں۔

شیعہ کتب میں مؤخر الذکر دو معانی میں سے دوسرے معنی زیادہ رائج ہیں اور جب بھی لفظ "اہل بیت" کسی قید اور قرینے کے بعد استعمال ہوجائے اس میں "اہل بیت بمعنی اخص" مد نظر ہوتے ہیں۔

مقام عصمت

اہل بیت بمعنی اخص کی نمایاں ترین خصوصیت عصمت ہے۔ یہ خصوصیت آیت تطہیر سے بخوبی قابل ادراک

ہے؛ کیونکہ اس آیتِ کریمہ میں اہل بیت کو ایسے افراد کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے کہ خداوند متعال نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہر قسم کی پلیدی کو ان سے دور رکھے۔ آیتِ کریمہ میں لفظ "إِنَّمَا" اور اس آیتِ کریمہ کی شان نزول میں منقولہ احادیث سے ثابت ہے کہ یہ عصمتِ اہل بیت کی خصوصیات میں شامل ہے اور ان ہی کے لئے مختص ہے۔

حدیثِ ثقلین بھی - متواتر احادیث میں شامل ہے اور اس کی سند میں کسی قسم کا شک و تردد نہیں ہے۔ [20] اہل بیت رسولؐ کی عصمت (بمعنی اخص) پر دلالت کرتی ہے؛ کیونکہ اس حدیث میں اہل بیت "ثقل اصغر" کے عنوان سے قرآن کے برابر میں قرار پائے ہیں جو کہ ثقل اکبر ہے؛ اور ان دونوں رسول اللہؐ کا ورثہ اور گرانبہا امانتیں قرار دیا گیا ہے جن میں کبھی جدائی نہیں آتی اور جو بھی ان کا دامن تھامے اور ان کی تعلیمات کی پابندی کرے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ یہ شک قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اور اس میں کسی خطأ یا انحراف کا امکان نہیں ہے؛ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: "لَا يَأْتِيهُ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ"۔ (ترجمہ: باطل کا اس کے پاس گذر نہیں، نہ اس کے سامنے سے اور نہ اسکے پس پشت سے، اتارا ہوا ہے اس ذات کی طرف سے جو حکمت والی ہے، ہر تعریف کی حق دار)۔ [21] چنانچہ اہل بیت رسولؐ بھی - جو قرآن کے ساتھ قرار پائے ہیں - قرآن کی طرح گمراہی اور انحراف کی راہ میں حائل ہیں اور انسان اگر ان کا دامن تھامے تو وہ کسی صورت گمراہی کا شکار نہ ہوگا۔

اہل سنت کے بعض علماء کی رائے کے مطابق اہل بیت - یعنی حضرت زبراً اور بارہ ائمہ شیعہ کی اخلاقی اور عملی عصمت میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور کسی گمراہ انسان کے سوا - جو اسلام کا منکر ہو - کوئی بھی اس میں شک نہیں کرتا؛ جس چیز میں اختلاف ہے وہ اہل بیت رسولؐ کی علمی عصمت ہے۔ [22]، تاہم چونکہ حدیثِ ثقلین کے مطابق دین میں اہل بیت سے تمسک ضلالت سے محفوظ رکھتا ہے چنانچہ اسی حدیث سے واضح طور پر اہل بیت کی علمی عصمت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

فضیلت و برتری رسول اللہؐ نے فرمایا: اگر روئے زمین پر علی، فاطمه، حسن اور حسین سے زیادہ عظیم اور بہتر افراد ہوتے تو خداوند متعال مجھے حکم دیتا کہ ان کی مدد سے مبایلہ کرو؛ یہ سب سے افضل ہیں۔ [23]

حدیثِ ثقلین کی روشنی میں حدیثِ ثقلین سے اہل بیتِ رسولؐ کی برتری کا ثبوت بھی ملتا ہے؛ کیونکہ رسول اللہؐ نے قرآن کے برابر قرار دیا ہے اور انہیں ثقل اصغر جبکہ قرآن کو ثقل اکبر قرار دیا ہے اور کسی اور کو قرآن کی صفات میں قرار نہیں دیا ہے۔ چنانچہ جس طرح کہ قرآن کریم مسلمانوں پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے اہل بیت بھی دوسروں سے برتر ہیں۔

سعد الدین تفتازانی نے کہا ہے: آیتِ تطہیر اور حدیثِ ثقلین کا مفہوم دوسروں پر اہل بیٹ کی برتری اور فوقیت ظاہر کرتا ہے؛ اور ان کی اس برتری کا معیار محض رسول اللہؐ سے نسبی قرابداری ہی نہیں ہے؛ کیونکہ قرآن، سنت اور اجماع کے مطابق برتری [اور افضلیت] کا معیار علم اور تقویٰ ہے اور یہ معیارِ اہل بیٹ میں موجود ہے؛ یہ مفہوم انہیں قرآن کے برابر قرار دیئے جائے اور ان کا دامن تھامنے اور ان سے تمسک کی فرضیت و وجوب سے حاصل ہوتا ہے؛ کیونکہ قرآن سے تمسک اس کے علم و ہدایت پر عمل کرنے کے سوا، کچھ اور نہیں ہے۔ اور عترت

سے تمسک کا بھی یہی مطلب ہے۔[24]

آیت مبایلہ میں آیت مبایلہ بھی دوسرے صحابہ رسول پر اصحاب کسا کی برتری کا ثبوت ہے؛ کیونکہ اس آیت میں رسول اللہ کو حکم دیا گیا ہے کہ مسلمان بچوں، مردوں اور خواتین میں سے بعض کو نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مبایلہ کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں اور رسول اللہ نے مردوں میں سے حضرت علی، عورتوں میں سے حضرت زبراؤ کو اور بچوں میں سے حسن اور حسین کو منتخب کیا۔

اس میں شک نہیں ہے کہ مبایلہ کے لئے ایسے افراد منتخب کئے جاتے ہیں جو ایمان اور قرب الہی کے حوالے سے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوں، اور جس مبایلے کا ایک رکن رکین رسول اللہ کی ذات ہو، ایسے افراد کو آپ کے ہمراہ جانا چاہئے جو یا تو مرتبے کے لحاظ سے آپ کے برابر ہوں یا دوسروں کی نسبت آپ کے رتبے سے قریب تر ہوں۔ اور پھر اگر مسلمانوں میں سے کوئی دوسرا فرد بھی ایمان و تقویٰ کے لحاظ سے اتنا بلند مرتبہ ہوتا، آپ اس کو بھی مبایلے میں شامل کرتے؛ کیونکہ رسول اللہ کی روشن میں ذرہ برابر نا انصافی یا حکمت کے منافی اقدام کا امکان نہیں ہے۔[25]

حضرت ام سلمہ کے خادم ابو ریاح نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر روئے زمین پر علی، فاطمہ، حسن اور حسین سے زیادہ عظیم اور بہتر افراد ہوتے تو خداوند متعال مجھے حکم دیتا کہ ان کی مدد سے مبایلہ کرو؛ یہ سب سے افضل ہیں۔[26]

دوسری آیات و روایات میں

اہل بیت علیہم السلام کی برتری دوسری آیات و روایات جیسا کہ آیت مودت (شوری:23) حدیث سفینہ، حدیث باب الحطة، حدیث نجوم وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔

علمی مرجعیت

"علمی مرجعیت" ایک مشترکہ نقطہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور مسلمانوں کے اختلافی مسائل اسی کی طرف پلٹتے ہیں۔ علمی مرجعیت وہ مرجعیت ہے جو اعتقادی اور شرعی مسائل میں قرآن و سنت نبوی کے حقائق کی پرده کشائی کرتی ہے۔[27]

حدیث ثقلین

حدیث ثقلین اہل بیت کی علمی مرجعیت کو نمایاں کرتی ہے کیونکہ رسول اللہ نے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ قرآن و عترت سے تمسک کریں اور ان کا سہارا لیں اور دامن تھامیں۔

مسلمانوں کا پہلا علمی منبع و مرجع قرآن کریم ہے جس کے بعد دوسرے درجے پر سنت نبوی ہے؛ اور اس سلسلے میں اہل بیٹ کا کردار ہے کہ وہ ترجمان قرآن بھی ہیں اور سنت نبوی کے حافظ و راوی بھی ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ رسول اللہ نے قرآنی حقائق کا ایک بڑا حصہ لوگوں کے لئے بیان کیا؛ مگر ان حقائق کا دوسرا بڑا حصہ بیان نہیں کیا کیونکہ یا تو ان حقائق کے لئے حالات سازگار نہ تھے یا پھر مصلحت یہ تھی کہ انہیں بعد کے زمانوں میں بیان کیا جائے چنانچہ آپ نے باقیماندہ حقائق بعد کے ادوار میں بیان کرنے کا فرضیہ اپنے بعد

عترت (اہل بیت) کو سونپ دیا۔[28] نتیجہ یہ کہ: جو کچھ بھی رسول اللہ نے بیان کیا تھا - اس کی حفاظت کرنے - اور جو کچھ بیان نہیں کیا تھا، - اسے بیان کرنے - کی ذمہ داری اہل بیت کو سونپ دی گئی۔

اہل بیت کا دامن تھامنا اور ان سے تمسمک کرنا قرآن و سنت کی صحیح شناخت کا حقیقی راستہ ہے چنانچہ اہل بیت رسول اسلامی معارف و احکام دین میں مسلمانوں کا علمی مرجع قرار پائے ہیں۔

اہل سنت کے مشہور عالم ملا علی قاری رقمطراز ہے: "گھرانے والے عام طور پر گھرانے کے مالک کے احوال کی نسبت دوسروں سے زیادہ آگاہ ہوتے ہیں چنانچہ اہل بیت سے مراد اس خاندان کے علماء ہیں جو سیرت نبوی سے زیادہ آگاہ ہیں، آپ کی راہ و روش سے زیادہ واقف ہیں، آپ کے حکم و حکمت کا علم رکھتے ہیں چنانچہ وہ یہ اہلیت رکھتے ہیں کہ انہیں خدائی سبحان کی کتاب کے دوش بدوش ایک ہی صفت میں کھڑا کیا جاتا ہے۔" [29]

ابن حجر کا کہنا ہے: "رسول اللہ نے قرآن و عترت کو اس لئے "ثقل" کا نام دیا ہے کہ ثقل ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو گرانبیا اور اہم ہو اور قرآن و عترت ایسے ہیں، کیونکہ دونوں علم لدنی اور اسرار الہیہ اور اعلیٰ حکمتون اور احکام شرعیہ کا منبع ہیں؛ چنانچہ ان سے تمسمک کرنے اور ان کے معرفت حاصل کرنے کی ترغیب و تاکید کا سبب یہی ہے۔ عترت کے بارے میں یہ ترغیب و تاکید ان افراد کے لئے ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول کی معرفت رکھتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تاقیامت قرآن سے جدا نہ ہونگے۔" [30]

آیت تطہیر میں

تفصیلی مضمون: آیت تطہیر

قرآن کریم آیت تطہیر [31] میں اہل بیت رسول کو ایسے افراد کی حیثیت سے متعارف کرتا ہے جن کو خداوند متعال نے ہر قسم کی پلیدی اور ناپاکی سے پاک رکھا ہے اور دوسری طرف سے فرمایا ہے کہ قرآن کے حقائق الہیہ اور معارف مکنونہ کا ادراک پلیدیوں سے پاک افراد کے سوا دوسروں کے لئے ممکن نہیں ہے۔ [32] جس طرح کہ شرعی طہارت قرآن کی ظاہری صورت کو چھوٹے کی شرط ہے، رذائل، پستیوں اور پلیدیوں سے روح و جان کی پاکیزگی قرآنی حقائق و معارف کے ادراک کی شرط ہے؛ اور معارف و حقائق جس قدر زیادہ گھرائی اور لطافت رکھتے ہوں ان کے ادراک کے لئے اتنی بھی اعلیٰ اور گھری روحاںی طہارت کی ضرورت ہے اور اس طہارت و پاکیزگی کا اعلیٰ ترین رتبہ عصمت ہے۔[33] چنانچہ قرآن کے تمام معارف و حقائق اور لطائف و باریکیوں کا مکمل ادراک رسول اللہ اور آپ کے معصوم خاندان کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں؛ چنانچہ ان کے ادراک کے لئے اسی خاندان پاک کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

امام صادقؑ نے فرمایا: "کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلكم وخبر ما بعدکم وفصل ما بینکم ونحن نعلمہ۔" (ترجمہ: کتاب اللہ تمہارے ماضی کی خبریں اور تمہارے مستقبل کی خبریں موجود ہیں۔ یہ کتاب تمہاری زندگی سے متعلق حق و باطل کو الگ الگ کرنے والے احکام پر مشتمل ہے اور ہم انہیں [یعنی ان حقائق اور باریکیوں کو] جانتے ہیں)۔[34]، اس سلسلے میں ائمہ اہل بیت متعدد احادیث نقل ہوئی ہیں۔

وجوب اطاعت

آیت اولواالامر میں

خداوند متعال نے آیت اولوا الامر میں اپنی، اپنے رسول اور اولوا الامر کی اطاعت کو واجب کر دیا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمُنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ مِنْكُمْ۔ (ترجمہ: اے ایمان لانے والو! فرمان برداری کرو اللہ کی اور فرمان برداری کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں صاحبان امر (فرمان روائی کے حق دار) ہیں)۔ [35] چونکہ اس آیت کریمہ میں "اولی الامر" معطوف ہے "الرسول" پر جبکہ لفظ "اطیعوا" (اطاعت کرو) کو دہرا�ا نہیں گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اولوا الامر کی اطاعت کا معیار، اطاعت رسول کا معیار ہی ہے، اور اطاعت رسول صرف اس لئے واجب کی گئی ہے کہ وہ ایک الہی راہنما ہے اور مقام عصمت کا مالک ہے اور اگر رسول معصوم نہ ہوتا تو اس کی اطاعت - بغیر کسی قید و شرط کے - واجب نہ ہوتی؛ یہ قaudہ اولوا الامر کے سلسلے میں جاری و نافذ ہے اور ان کی اطاعت بھی اس لئے واجب قرار دی گئی ہے کہ وہ عصمت کی صفت سے منصف ہیں اور اس آیت میں اس بنا پر ان کی اطاعت مطلق طور پر واجب ہے اور یہ اطاعت مشروط و مقید نہیں ہے۔

چنانچہ آیت اولوا الامر نہ صرف رسول کے بعد اسلامی امت کی امامت کے حقدار افراد کی عصمت کی دلیل ہے بلکہ ان افراد کی اطاعت کے وجوب پر بھی دلالت کرتی ہے۔

ادھر آیت تطہیر اور اولوا الامر کے مصادیق کے تعین سے متعلق روایات و احادیث کے مطابق وہ [مصادیق]۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں بیان ہوا۔ اصحاب کسائے ہیں؛ - پس امت اسلامی کی ہدایت و امامت کے متولیوں کی حیثیت سے - پیغمبر کے معصوم خاندان کی اطاعت، واجب ہے۔

حدیث ثقلین میں

حدیث ثقلین سے ثابت ہے کہ اہل بیت کی پیروی واجب ہے کیونکہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ امت صرف اسی صورت میں گمراہی سے چھٹکارا پاسکے گی کہ کتاب خدا اور اہل بیت سے تمسمک کرے۔ "تمسک" کسی چیز سے لٹکنے کے معنی میں آیا ہے اور قرآن سے لٹکنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے احکامات کو پہچان لیا جائے اور ان کی تعمیل کی جائے اور اہل بیٹ سے لٹکنے کے معنی بھی یہ ہیں کہ ابتداء میں ان کے احکامات کی معرفت حاصل کی جائے اور پھر ان پر عمل کیا جائے۔

حدیث سفینہ میں

اہل بیٹ کے بارے میں پیغمبر کی ایک مشہور حدیث حدیث سفینہ کے عنوان سے مشہور اور شیعہ اور سنی منابع میں بکثرت نقل ہوئی ہے۔ اس حدیث میں اہل بیٹ کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ شیخ طوسی نے اپنی کتاب الامال میں یہ حدیث ابوذر غفاری سے نقل کی ہے: "إِنَّمَا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيْكُمْ كَمَثَلٍ سَفِينَةٍ نُوحٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ)، مَنْ دَخَلَهَا نَجَا، وَمَنْ تَحَلَّفَ عَنْهَا غَرِقٌ"۔ (ترجمہ: میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی مثال ہے، جو اس میں داخل ہوا نجات پا گیا اور جس نے سوار ہونے کی مخالفت کی وہ ڈوب گیا [اور نابود ہو گیا])۔ [36] ایہ حدیث حاکم نیشابوری اور اہل سنت کے کئی مشہور محدثین نے بھی نقل کی ہے: [37]

حدیث سفینہ بھی اہل بیٹ کی پیروی کے وجوب پر دلالت کرتی ہے؛ کیونکہ اس حدیث میں رسول اللہ نے اپنے اہل بیت کو سفینہ نوح سے تشبیہ فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بھی اس میں داخل اور سوار ہو جائے وہ غرق ہونے سے بچ گیا اور جس نے سوار ہونے سے روگردانی کی وہ ہلاک ہو گیا۔

ابن حجر مکی کا کہنا ہے: "کشتی نوح سے ان کی تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ جس شخصیت (حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آله) نے اس کو یہ شرافت (اسلام) عطا کی ہے اس کا شکریہ کرتے ہوئے" [38] ان (اہل بیت) کو دوست

رکھے اور ان کی تعظیم و تکریم کرے اور ان کے علماء سے ہدایت و رائِنمائی حاصل کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے وہ نجات یافتہ ہے اور جو بھی ان کی مخالفت کرے وہ کفران نعمت (اور ناشکری) کے بھenor میں ڈوب جائے گا اور طغیان کی کھائی میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔ [39] ابن حجر کا کہنا ہے کہ یہ حدیث مختلف راستوں اور روشنوں سے نقل ہوئی ہے جن میں سے بعض بعض دوسروں کو تقویت پہنچاتی ہے۔ [40]

اہل بیت کی موڈت و محبت

تفصیلی مضمون: موڈت اہل بیت علیہم السلام

اہل بیت رسول کی محبت کا وجوب ناقابل انکار ہے جس میں شک و شبھے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت موڈت "قُل لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَى". (ترجمہ: میں تم سے اس (تبليغ رسالت) پر کوئی معافو سہ نہیں مانگتا سوا صاحبان قرابت کی محبت کے)۔ [41] میں رسول کے اعزاء و اقارب کی محبت کو اجر رسالت قرار دیا گیا ہے۔ آیت کریمہ میں قربی سے مراد رسول اللہ کے اقرباء ہیں اور یہ وہی شخصیات ہیں جن کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے، (یعنی اصحاب کسائے)۔

ابن حجر مکی حب اہل بیٹ کے وجوب سے متعلق احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "مذکورہ احادیث سے حب اہل بیت کا وجوب اور بغض اہل بیت کی شدید حرمت ثابت ہوئی۔ بیہقی، بغوی اور دیگر نے حب اہل بیت رسول کے وجوب پر تصریح کی ہے۔ اور شافعی نے اپنے اشعار میں اس پر تصریح و تاکید کی ہے جیسا کہ انہوں نے کہا ہے: [42]

فَرُّضْ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
من لم يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَاةُ
يا أهـل بـيـت رـسـوـل اللـهـ حـبـكـمـ
كـفـاـكـمـ مـنـ عـظـيمـ الـقـدـرـ أـنـكـمـ

اہل بیت محمدؐ آپ کی محبت واجب ہے جس کو خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے اور آپ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو آپ پر درود و سلام نہ بھیجے اس کی نماز، نماز نہیں ہے فخر الدین رازی نے حب اہل بیٹ کے وجوب پر یوں استدلال کیا ہے:

"اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرمؐ علی، فاطمہ، حسنؐ اور حسین (علیہم السلام) سے محبت کرتے تھے اسی بنیاد پر یہ عمل پوری امت پر واجب ہے کیونکہ خداوند متعال نے ارشاد فرمایا ہے: "وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ". (ترجمہ: اور اور تم انہی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پا سکو)۔ [43] نیز خداوند عز و جل نے فرمایا: "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ". (ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا)۔ [44] نیز فرمایا ہے کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ". (ترجمہ: تمہارے لیے پیغمبر خدا کی ذات میں اچھا نمونہ پیروی کے لیے موجود ہے اس کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو)۔ [45]

اجر رسالت سے متعلق آیات کریمہ سے من حیث المجموع یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے تبلیغ و ابلاغ کے عوض لوگوں سے کسی مادی اور غیر مادی اجرت نہیں مانگی ہے اور اگر آپؐ نے اہل قربی کی محبت کو اپنی

اجرت قرار دیا ہے تو اس کا فائدہ بھی مسلمانوں ہی کو ملتا ہے؛ جیسا کہ خداوند حکیم نے ارشاد فرمایا ہے: "فَلَمَّا سَأَلَتُكُمْ مَنْ أَجْرٌ فَهُوَ لِكُمْ إِنْ أَجْرٍ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔" (ترجمہ: کہئے کہ میں نے تم سے جو اجر طلب کیا ہے، وہ تو تمہارے ہی لئے ہے۔ میرا اصل معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمے ہے اور وہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے)۔ [46]

اہل بیت کی ریبڑی اور ولایت
اہل بیت کی ولایت اور ریبڑی متعدد عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے۔

عقل کی رو سے - اور فلسفہ امامت کو مد نظر رکھتے ہوئے - اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عصمت امام کی اہم ترین شرطوں میں سے ایک ہے۔ آیات کریمہ بھی اس حقیقت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ رجوع کریں: آیت اولوا الامر [47] اور آیت صادقین۔ [48]

دوسری طرف سے اہل بیت علیہم السلام عصمت کی خصوصیت سے بہرہ مند ہیں چنانچہ اسلامی امت کی امامت و ریبڑی رسول اللہ کے بعد اہل بیت کے لئے مختص ہے۔

علاوه ازیں - جیسا کہ اشارہ ہوا - اہل بیت کی اطاعت واجب ہے۔ اطاعت اہل بیت کے وجود کی دلائل مطلق [یعنی بلا قید و شرط] ہیں اور ان میں مسلمانوں کی روزمرہ زندگی کے تمام اوامر (DOS) و نوابی (Don'ts) شامل ہیں اور اس سلسلے میں عبادی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی [تعلیمی و تہذیبی] مسائل میں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آیت اولوا الامر میں اولوا الامر کی اطاعت اتنی ہی وسیع اور ہمہ جہت ہے جتنی کہ رسول اللہ کی اطاعت وسیع ہے۔ جیسا کہ اشارہ ہوا، اولوا الامر عصمت کے مالک ہیں [یا یوں کہئے کہ اولوا الامر کو لازماً اس صفت سے متصف ہونا چاہئے] اور یہ صفت صرف اہل بیت رسول کے لئے مخصوص ہے۔

مودت اہل بیت سے متعلق موضوعات و مباحثت سے معلوم ہوتا ہے کہ مودت در حقیقت طریقی (یا تمہیدی) امر ہے [جو بذات خود مقصود نہیں ہے] اور اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ راہ حق کی معرفت حاصل کریں اور اس پر گامزن ہو کر سعادت اور فلاح تک پہنچیں۔ امر مسلم ہے کہ راہ حق کی شناخت اور اس راہ پر گامزن ہونے کا عمل انفرادی اور معاشرتی اور عبادی اور سیاسی زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے۔

اس سلسلے میں لائق توجہ نکتہ یہ ہے کہ حدیث ثقلین کی بہت سی نقلوں اور نسخوں میں اہل بیت سے تمسک کے ساتھ ساتھ ولایت امیرالمؤمنین بھی بیان ہوئی ہے۔ بالفاظ دیگر واقعہ غدیر خم میں رسول اللہ نے اپنی عترت اور اہل بیت اور ان کی ولایت کے بارے میں بھی بہت سے حقائق بیان کئے اور مسلمانوں کو ان کی پیروی اور اطاعت کا حکم دیا؛ اور ولایت امیرالمؤمنین کا اعلان بھی کیا اور امیرالمؤمنین کو امت اسلامیہ کے ولی و ریببر کے عنوان سے پہنچنوا�ا ہے۔ [49] رسول خدا نے ثابت کر کے دکھایا کہ امیرالمؤمنین کی ولایت و ریبڑی کا اعلان حدیث ثقلین کے مضمون و مفہوم کو عملی جامہ پہنانے کا پہلا مرحلہ ہے۔

ایک نکتہ یہ ہے کہ حدیث ثقلین کی بعض نقلوں میں ثقلین کے بجائے لفظ "خلیفتین" استعمال ہوا ہے اور قرآن و اہل بیت کو "خلیفتین" (دو خلیفہ) قرار دیا گیا ہے: "إِنَّ تَرَكْتُ فِيكُمْ خَلِيفَتَيْنِ: كِتَابَ اللَّهِ وَأَهْلَ بَيْتِيْ"۔ (ترجمہ: میں نے تمہارے درمیان دو خلیفہ چھوڑ رہیں: قرآن اور اہل بیت)۔ [50]، اس حدیث کے مطابق اہل بیت علیہم

السلام رسول اللہ کے جانشین ہیں اور ان کی جانشینی ہمہ جہت اور وسیع ہے۔

غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ نے اپنے خطبے کے ضمن میں قرآن اور عترت کو اپنی دو گرانقدر میراثوں سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے: "ولا تخلو الارض منهم، ولو خلت لانساخت بأهلها. ثم قال: اللهم إنك لا تخلي الارض من حجة على خلقك لئلا تبطل حجتك، ولا تضل أولياءك بعد إذ هديتهم، أولئك الاقلون عددا والاعظمون قدرا عند الله (عزوجل)۔" (ترجمہ: زمین ہرگز ان (اہل بیت) سے خالی نہیں ہوگی کیونکہ اگر ایسا ہوا تو زمین اپنے باشندوں پر غضبنک ہو جائے گی۔ اور پھر فرمایا: خدا یا! تو ہرگز زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑتا اس لئے کہ تیری حجت و دلیل باطل نہ ہو اور تیری دوست گمراہ نہ ہوں بعد اس کے کہ انہیں تو نے راہ ہدایت پر گامزن کیا ہے، وہ تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہیں مگر اللہ عزوجل کے نزدیک نہایت بہت عظیم اور صاحبان قدر و منزلت ہیں)۔[51] بنابرایں، اہل بیت، حجت ہای خداوند بر زمین اند، و امامت و ریبری متعلق ہے حجت ہای خداوند است۔

حدیث ثقلین اہل بیٹ کی امامت و ریبری پر دلالت کرتی ہے اور اس حقیقت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ امیرالمؤمنینؑ نے بعض موقع پر اس حدیث سے اپنی ولایت و امامت کے اثبات کے لئے استدلال و استناد کیا ہے۔ آپؑ کا شوری کے دن شوری کے اراکین کے ساتھ بحث کرتے ہوئے اس حدیث سے استناد اس کی ایک مثال ہے۔[52]

ایک موقع پر امیرالمؤمنینؑ نے طلحہ ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص سے بات چیت کرتے ہوئے ان کو اس حدیث کی صحت اور اپنی حقانیت پر گواہ بنایا۔[53] اور ایک بار خلافت عثمان کے دور میں آپؑ مسجد النبیؐ میں صحابہ سے مخاطب ہوکر اس حدیث سے استناد کیا اور انہیں اس حدیث کی صحت اور اپنی فضیلت کا گواہ بنایا۔[54]

احمد ابن حنبل نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسین علیہم السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: "انا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم"۔ (ترجمہ: میں ان لوگوں کے خلاف حالت جنگ میں ہوں جن کے خلاف تم برسر پیکار ہو اور ان لوگوں کے ساتھ امن و آشتی کی حالت میں ہوں جن کے ساتھ تم امن و صلح کی حالت میں ہو)۔[55] اس روایت سے بھی ثابت ہے کہ ان افراد کی اطاعت واجب ہے۔

حوالہ جات

1. معجم المقاييس في اللغة، ج 1، ص 93؛ المصباح المنير، ج 1، ص 37؛ لسان العرب، ج 1، ص 186؛ أقرب الموارد، ج 1، ص 23؛ المفردات في غريب القرآن، ص 29؛ المعجم الوسيط، ج 1، ص 31؛ إبل علم، إبل فن، إبل أدب، إبل صنعت وتجارت وغيره.
2. المفردات في غريب القرآن، ص 29
3. لسان العرب، ج 1، ص 186
4. اور کسی کو آل مدینہ، آل مکہ، آل فن یا آل صنعت و تجارت نہیں کہا گیا ہے۔
5. المفردات، ص 30
6. مناقب ابن شہرآشوب، ج 1، ص 85؛ الصواعق المحرقة، ص 281
7. مکارم الاخلاق، ص 459
8. الصواعق المحرقة، ص 281
9. تفسیر طبری، ج 22، ص 12
10. صحیح مسلم، ج 4، ص 1873، باب فضائل علی بن ابی طالب، حدیث 7
11. الصواعق، ص 281
12. مشکل الآثار، ج 1، ص 332-339؛ الصواعق المحرقة، ص 281
13. القاضي النعمان المغربي، دعائی الإسلام، ج 1، ص 62
14. سورہ مائدہ آیت 51.
15. سورہ ابراہیم آیت 36.
16. نهج البلاغہ، نامہ 9
17. نهج البلاغہ، خطبہ 97
18. سورہ احزاب آیت 33.
19. نور الدین علی بن ابی بکر البیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 9، ص 172. تفسیر ابن کثیر، ج 5، ص 458
20. ابل سنت نے بے شمار اصحاب رسولؐ سے یہ حدیث نقل کی ہے جن کی تعداد ایک قول کے مطابق 25 (عبدالله بن عبد الرحمن دارمی، سنن الدارمی، ط استنبول 1401 / 1981) اور دوسرے قول کے مطابق 35 ہے۔ (حسن بن محمد دیلمی، ارشاد القلوب، قم 1368 بجری) جبکہ ایک قول کے مطابق یہ تعداد 37 ہے۔ راویوں کی بھی تعداد بعد کے طبقات میں بھی جاری رہی ہے اسی بنا پر اس کو متواتر کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث ابل سنت کے معتبر ترین منابع میں نقل ہوئی منجملہ: صحیح مسلم بن حجاج، (حسین راضی، سبیل النجاة فی تتمة المراجعات، در عبدالحسین شرف الدین، المراجعات، چاپ حسین راضی، بیروت 1982) مسند ابن حنبل، (علی بن عبدالله سمیوی، جواب الرعیدین فی فضل الشرفین، چاپ مصطفی عبد القادر عطا، بیروت 1995) (سیوطی، الدر المنشور) (عبدالحسین شرف الدین، المراجعات، چاپ حسین راضی، بیروت 1982) (محمد بن حسن صفار قمی، بصائر الدرجات فی فضائل آل محمد «ص»، چاپ محسن کوچہ باعی تبریزی، قم 1404) (علام طباطبائی، تفسیر المیزان) (سلیمان بن احمد طبرانی، المعجم الكبير، چاپ حمدی عبدالمجید سلفی، چاپ افست بیروت 1404-1405) سنن دارمی ، (احمد بن علی طبرسی، الاحتجاج، چاپ محمد باقر موسوی خرسان، نجف 1966/1386) سنن ترمذی ، (فضل بن حسن طبرسی، مجمع البيان) (احمد بن عبدالله طبری، ذخائر العقبی ' فی مناقب ذوى القریب'، قابره 1356، چاپ افست بیروت (بی تا)) المعجم الكبير طبرانی ، (فخرالدین بن محمد طربی، مجمع البحرين، چاپ احمد حسینی، تهران 1362 بجری شمسی) المستدرک علی الصحيحین حاکم نیشابوری ، (محمد بن حسن طوسی، الامالی، قم 1414) الدر المنثور سیوطی ، (محمد بن حسن طوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، چاپ احمد حبیب قصیر عاملی، بیروت (بی تا)) فرائد السّمطّین جوینی خراسانی ، (محمد بن حسن طوسی، تلخیص الشافی، چاپ حسین بحرالعلوم، قم 1394/1974) (حسن بن یوسف علامہ حلی، کشف الیقین فی فضائل امیر المؤمنین، چاپ حسین درگابی، تهران 1991) (حسن بن یوسف علامہ حلی، نهج الحق و کشف الصدق، بیروت 1982) ینابیع المودة فُندوزی ، (علی بن ابی طالب، امام اول، نهج البلاغہ، چاپ صبحی صالح، بیروت 1387)، چاپ افست قم (بی تا)) کنز الغمال متقدی (محمد بن مسعود عیاشی، کتاب التفسیر، چاپ باشم رسولی محلاتی، قم 1380-1381)، چاپ افست تهران (بی تا)) و نیز اسدالغایۃ ابن اثیر. (محمد بن عمر فخر رازی، التفسیر الكبير، قابره (بی تا)، چاپ افست تهران (بی تا)). مجموعی طور پر علمائے ابل سنت میں سے 150 افراد نے حدیث ثقلین کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ (خلیل بن احمد فراہیدی، کتاب العین،

- چاپ مهدی مخزومی و ابرابیم سامرائی، قم 1405). نفحات الأزیار فی خلاصۃ عبقات الأنوار، جلد اول
- .21 سوره حم سجده / (فصلت) آیت 42.
 - .22 النبراس، ص 532، حاشیة بحر العلوم
 - .23 قندوزی حنفی، ینابیع المودة، ص 287
 - .24 شرح المقاصد، ج 5، ص 303-301
 - .25 علامہ حلی، حسن بن یوسف، نوح الحق وکشف الصدق، ص 215 و 216؛ مقداد بن عبدالله السبیری الحلی الاسدی (فضل مقداد)، اللوامع الإلهیة، ص 132-133، دلائل الصدق، ج 2، ص 179.
 - .26 قندوزی حنفی، ینابیع المودة، ص 287
 - .27 بی آزار شیرازی، مقالہ: مرجعیت علمی ابل بیت در میان مسلمانان
 - .28 محمد حسین کاشف الغطاء، اصل الشیعۃ واصولہا، 162.
 - .29 المرقاۃ، ج 5، ص 600
 - .30 الصواعق المحرقة، ص 189
 - .31 سورہ احزاب آیت 33.
 - .32 سورہ واقعہ آیات 77-79. "إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ * فِي كِتَابٍ مَكْتُونٍ * لَا يَمْسُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" - (ترجمہ: یقینا یہ ایک بڑے مرتبے والا قرآن ہے * ایک نظروں سے پوشیدہ کتاب کے اندر * اسے نہیں چھو سکتے [نیز اس کا ادراک نہیں کرسکتی] سوائے پاک افراد کے).
 - .33 محمد حسین طباطبائی، المیزان فی تفسیر القرآن، ج 19، ص 137
 - .34 اصول کافی، ج 1، باب الراسخین فی العلم، حدیث 1
 - .35 سورہ نساء آیت 59.
 - .36 الامالی شیخ طوسی، ص 349. اسی طرح مراجعہ کریں: فضائل امیر المؤمنین ابن عقده کوفی ص 44، تحف العقول ابن شعبہ حرانی ص 113، عيون اخبار الرضا شیخ صدوق ج 2 ص 27، الامالی شیخ مفید ص 145
 - .37 رجوع کریں: مستدرک علی الصحیحین حاکم نیشاپوری، ج 2 ص 343. نیز رجوع کریں: مجمع الزوائد بیثمی ج 9 ص 168، المعجم الاوسط طبرانی ج 4 ص 10، المعجم الكبير طبرانی ج 3 ص 46، شرح نهج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 1 ص 218، الجامع الصغیر سیوطی ج 1 ص 373، کنزالعمال منقی بندی ج 12 ص 94، الدر المنثور سیوطی ج 3 ص 334.
 - .38 سورہ شوری، آیت 23 کی طرف اشارہ جہاں ارشاد ہوتا ہے: "قُلْ لَا أَسْأَلْكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى" - (ترجمہ: کہئے کہ میں تم سے اس (رسالت و نبوت) کے عوض کوئی معاوضہ نہیں مانگتا سوائے قرابداروں سے محبت کے).
 - .39 الصواعق المحرقة، ص 191
 - .40 الصواعق المحرقة، ص 191
 - .41 سورہ شوری آیت 23.
 - .42 الصواعق المحرقة، ص 217
 - .43 سورہ اعراف آیت 158.
 - .44 سورہ آل عمران آیت 31.
 - .45 التفسیر الكبير، ج 27، ص 166.
 - .46 سورہ سباء آیت 47.
 - .47 سورہ نساء آیت 59.
 - .48 سورہ توبہ آیت 119: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُوُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" - (ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈر ور سچوں کے ساتھ ربو).
 - .49 ینابیع المودة، ص 36-40
 - .50 المسند، ج 5، ص 181؛ مجمع الزوائد، ج 9، ص 163؛ فیض القدیر، ج 3، ص 14؛ کنزالعمال، ج 1، ص 166؛ نفحات الأزیار، ج 2، ص 284-285.
 - .51 سلیمان بن ابرابیم القندوزی الحنفی، ینابیع المودة لذوی القربی، (1220 - 1294ھ) تحقیق سید علی جمال اشرف الحسینی، تاریخ النشر:

- .74. ج 3 ص 1416
- .52. مناقب ابن مغازى، ص 112
- .53. ينابيع المودة، ص 43
- .54. ينابيع المودة، ص 137
- .55. احمد ابن حنبل، فضائل الصحابة، ج 2، تحقيق: وصى الله بن محمد عباس، مكتبة جامعة أم القرى، 1403ق/1983م، ص 767.